بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹ | رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَاءُ ۔ عَسٰی اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحمُودًا

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم ۔ جمعرات

ایڈیٹر روشن دین تنویر

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے

جلد ۵۷/۲۲	۲۵ جمادی الثانی ۱۳۸۸ھ ۱۹ تبوک ۱۳۴۷ ہش ۱۹ ستمبر ۱۹۶۸ء	نمبر ۲۱۰

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا پر ایسا ایمان جو عملی شہادتیں ساتھ نہیں رکھتا محض ایک رسمی ایمان ہے

حقیقی ایمان باللہ گناہوں کی میل کچیل کو جلا کر صاف کر دیتا ہے اور اس کے آثار ظاہر ہونے لگتے ہیں

"یہ دھوکا جو انسان کو لگتا ہے کہ وہ خدا کو مانتا ہے باوجودیکہ عملی شہادت اس ایمان کے ساتھ نہیں ہوتی۔ درحقیقت یہ بھی ایک قسم کی مرض ہے۔ مرض دو قسم کی ہوتی ہے ایک مرض مختلف ہوتی ہے۔ یہ وہ ہوتی ہے جس کا درد محسوس ہوتا ہے۔ جیسے درد سر یا درد گردہ وغیرہ۔ دوسری قسم کی مرض مرض مستوی کہلاتی ہے۔ اس مرض کا درد محسوس نہیں ہوتا اور اس لئے مریض ایک طرح اس کے علاج سے تساہل اور غفلت کرتا ہے جیسے برص کا داغ ہوتا ہے۔ بظاہر اس کا کوئی درد یا دکھ محسوس نہیں ہوتا لیکن آخر کو یہ خطرناک نتائج پیدا کرتا ہے پس خدا پر ایسا ایمان جو عملی شہادتیں ساتھ نہیں رکھتا ہے ایک قسم کی مرض مستوی ہے۔ صرف رسم و عادت کے طور پر مانتا ہے یا یہ کہ باپ دادا سے سنا تھا کہ کوئی خدا ہے اس لئے مانتا ہے۔ اپنی ذات پر محسوس کر کے کب اس نے اللہ کا اقرار کیا؟ یہ اقرار جس دن اس رنگ میں پیدا ہوتا ہے۔ ساتھ ہی گناہوں کی میل کچیل کو جلا کر صاف کر دیتا ہے اور اس کے آثار ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ جب تک آثار ظاہر نہ ہوں، ماننا نہ ماننا برابر ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ یقین نہیں ہوتا اور یقین کے بغیر ثمرات ظاہر نہیں ہو سکتے۔ دیکھو جن خطرات کا انسان کو یقین ہوتا ہے ان کے نزدیک ہرگز نہیں جاتا مثلاً یہ خطرہ ہو کہ گھر کا شہتیر ٹوٹا ہوا ہے تو وہ کبھی اس کے نیچے جانے اور رہنے کی دلیری نہ کرے گا۔ یا یہ معلوم ہو کہ فلاں مقام پر سانپ رہتا ہے اور وہ رات کو پھرا بھی کرتا ہے تو کبھی یہ رات کو اٹھ کر وہاں نہ جائیگا کیونکہ اس کے نتائج کا قطعی اور یقینی علم رکھتا ہے پس اگر خدا کو مان کر ایک پیسہ کے سنکھیا جتنا بھی اثر اور یقین نہیں ہوتا تو سمجھ لو کہ کچھ بھی نہیں مانتا اور اصل یہ ہے کہ ساری خرابی کی جڑھ گیان کی کوتاہی ہے۔" (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۳۱۳)

59

اخبار احمدیہ

—○ ربوہ ۱۸ تبوک۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ۔ احباب حضور ایدہ اللہ کی صحت و سلامتی کے لئے توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

—○ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ آئندہ سے ملاقات صرف ہفتہ اتوار اور جمعرات کے دن ۹ بجے صبح سے ۱۱ بجے تک ہوا کرے گی جیسا کہ قبل ازیں اعلان کیا جا چکا ہے۔ صرف اس دفعہ ۲۳ تبوک (ستمبر) بروز اتوار تمام ملاقات نہ ہوگی۔

(پرائیویٹ سیکرٹری)

امراض قلب کے مریضوں کے لئے

ضروری اطلاع

عارضہ دل کے مریضوں کی اطلاع کے لئے اعلان ہے کہ کراچی سے ماہرین امراض قلب صرف دو تین دن کے دورہ پر ربوہ آرہے ہیں۔ جن احباب کو دل کے عارضہ کی تکلیف ہو۔ وہ مورخہ ۱۹ تبوک (ستمبر) بروز جمعرات فضل عمر ہسپتال میں تشریف لاکر معائنہ کروالیں۔

(صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ)

سیکرٹریان مال و سیکرٹریان وقف جدید کا اہم اجلاس

مرکز سلسلہ ربوہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آخری اور نہایت ہی مبارک تحریک وقف جدید کے کام کا جائزہ لینے کے لئے بتاریخ ۲۲ تبوک ۱۳۴۷ ہش (۲۲/۹/۶۸) بروز اتوار معاً بعد نماز عصر (۴½ بجے شام) دفتر وقف جدید میں ایک اہم تقریب کا انعقاد ہو رہا ہے۔ جس میں محلہ جات ربوہ کے سیکرٹریان مال، سیکرٹریان وقف جدید اور نائب سیکرٹریان وقف جدید (اطفال) کی شمولیت از بس ضروری ہے۔ لہٰذا ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اجلاس میں ضرور شمولیت فرمائیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

(ناظم مال وقف جدید انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ)

—○ مکرم بشیر الدین احمد صاحب بھاگلپوری ایک عرصہ سے بیمار ہیں اور میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں کامل صحت عطا فرمائے۔

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۹ تبوک ۱۳۴۷ہش

خدا نمائی کا مسئلہ دراصل اُم المسائل ہے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"آج کل خدا نمائی کی بڑی ضرورت ہے۔ دراصل اگر دیکھا جاوے تو خدا تعالیٰ کی ہستی سے انکار ہو رہا ہے۔ بہت لوگوں کو یہ خیال ہے کہ کیا ہم خدا تعالیٰ کی ہستی کے قائل نہیں ہیں۔ وہ اپنے زعم میں تو سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو وہ مانتے ہیں۔ لیکن ذرا غور سے ایک قدم رکھیں تو ان کو معلوم ہو کہ وہ درحقیقت قائل نہیں کیونکہ اور اشیاء کے وجود کے قائل ہونے سے جو حرکات اور افعال ان سے صادر ہوتے ہیں۔ وہ خدا کے وجود کے قائل ہونے سے کیوں صادر نہیں ہوتے۔ مثلاً جبکہ وہ سم الفار سے واقف ہے کہ اس کے کھانے سے آدمی مر جاتا ہے۔ تو وہ اس کے نزدیک نہیں جاتا اور نہیں کھاتا کیونکہ اسے یقین ہے۔ کہ میں اگر کھا لوں گا تو مر جاؤں گا۔ پس اگر خدا تعالیٰ کی ہستی پر بھی یقین ہوتا تو وہ اسے مالک۔ خالق۔ اور قادر جان کر نافرمانی کیوں کرتا؟ پس ظاہر ہے کہ بڑا ضروری مسئلہ ہستی باری تعالیٰ کا ہے اور قابل قدر وہی مذہب ہو سکتا ہے جو کہ اسے نئے نئے لباس میں پیش کرتا ہے تا کہ دلوں پر اثر پڑ سکے دراصل یہ مسئلہ ام المسائل ہے۔ اور غیر مذاہب میں ایک فرقان ہے"۔

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۳۰۹-۳۱۰)

اس اقتباس نے زمانے کی دکھتی رگ پر نہایت وضاحت کے ساتھ انگلی رکھ دی ہے۔ آپ نے نہ صرف یہ واضح کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر حقیقی ایمان کا معیار کیا ہے۔ بلکہ یہ بھی واضح کیا ہے کہ اکثر جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان کے دعویدار ہیں حقیقی طور پر ایمان نہیں رکھتے۔ اور پھر آپ نے یہ وضاحت بھی فرمائی ہے۔ کہ دوسرے مذاہب اور اسلام میں جو مسئلہ بنیادی طور پر فرق کرتا ہے۔ وہ ایمان باللہ ہی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر قوم میں اللہ تعالیٰ اپنے رسول بھیجتا رہا ہے جو اللہ تعالیٰ کے وجود پر صاف اور سادہ شہادت قائم کرتے رہے ہیں۔ لیکن بعد میں بعض شارحین نے اپنے زمانہ کے لادینی ماحول سے متاثر ہو کر اس حقیقت پر فلسفہ اور قیاسات کے ایسے دبیز پردے ڈال دیئے ہیں۔ کہ ایمان باللہ کا سادہ اور سیدھا تصور عوام سے جو خود سوچنے سے عاری ہوتے ہیں اوجھل ہوتا چلا گیا ہے۔ تاہم اللہ تعالیٰ کے وجود کا خیال ان کے دلوں سے خواہ نہ نکلا ہو مگر وہ ماسوا اللہ کی عبادت کی طرف آسانی سے مائل ہو جاتے رہے ہیں۔ اور ہوشیار اور چالاک اور مفاد پرست پروہت دیدہ دانستہ ایسی رسومات ایجاد کرتے رہے ہیں۔ جن سے ان کے حلوے مانڈے کا تو انتظام خاطر خواہ ہوتا رہے۔ خواہ دین حق دنیا سے ناپید ہو جائے چونکہ انسان پر نفس امارہ قریب ہونے کی وجہ سے اس پر جلد حملہ آور ہو جاتا ہے جب انسان کے دل سے اللہ تعالیٰ کے وجود کا حقیقی علم محو ہو جاتا ہے۔ یا اس پر غبار چھا جاتا ہے۔ تو نفس امارہ فوراً اس سے فائدہ اٹھا کر انسان کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں بیان ہوا ہے کہ شیطان نے قیامت تک انسان کو بہکانے کی مہلت حاصل کر رکھی ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ شیطان خدا کے حقیقی پرستاروں کو بہکانے میں کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ چنانچہ ہر زمانہ میں ایسے عظیم انسان ہوتے آئے ہیں جو شیطان کے جال میں گرفتار نہیں ہوئے۔ مگر افسوس

م ہے کہ اکثریت شیطان کے طرح طرح کے بچھائے ہوئے جالوں میں گرفتار ہوتے رہے ہیں۔ اور حالت یہ ہو گئی ہے۔ جیسی کہ اللہ تعالیٰ نے اوپر کے حوالہ میں بیان فرما دی ہے۔ اور حقیقی ایمان کی کسوٹی بھی بتا دی ہے۔ اور مثال دے کر واضح کیا ہے کہ جس طرح آنکھوں دیکھ کر کوئی انسان زہر نہیں کھاتا۔ اسی طرح وہ شخص جو اللہ تعالیٰ پر حقیقی ایمان رکھتا ہے گناہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ایسا انسان جان لیتا ہے۔ کہ گناہ زہر ہے اور روح انسانی کو فنا کر دیتا ہے۔ اور انسان ہلاکت کے گڑھے میں گر جاتا ہے۔ (باقی)

rah

واردات قلب

مکرمی تنویر صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ان دنوں کراچی میں تشریف فرما ہیں۔ تقریباً ہر روز شرفِ باریابی حاصل ہوتا ہے۔ گاہے حضور گفتگو فرماتے ہیں۔ گاہے اپنے اس غلام کا کلام سنتے ہیں۔ ان حالات میں چند قطعات کہے ہیں جو الفضل میں اشاعت کے لئے بھیج رہا ہوں

امید ہے آپ مع الخیر ہوں گے۔ کار لائقہ سے یاد فرمائیں

خاکسار:۔ آفتاب احمد بسمل

ہر وقت ایک کیف سا طاری ہے ان دنوں
بسمل پہ کیا عنایتِ باری ہے ان دنوں
ہوتی ہے روز دید بھی گفت و شنید بھی
چشمہ فیوض و لطف کا جاری ہے ان دنوں

کیف و سرور ہے مرا سرمایۂ حیات
کس طرح سے بیاں کروں میں دل کی واردات
ہوتی ہے صبح و شام ملاقات ان سے اب
ہر روز روزِ عید ہے ہر شب شبِ برات

ہوتا ہے جب وہ روئے منور نظر نواز
لیتا ہے دل بلائیں بصد افتخار و ناز
جی چاہتا ہے کرکے تصدق دل و نظر
قدموں میں ان کے لوٹتے ہو جائیں سرفراز

اللہ رے جذب و شوق کی محشر طرازیاں
اک ذرۂ حقیر ہے ہمدوشِ آسماں
اک لطف کی نگاہ نے کیا کر دیا مجھے
دل کی کوئی خبر ہے نہ کچھ ہوش جسم و جاں

آقا کا لطف خاص ہے مجھ پر زہے نصیب
ورنہ کہاں حضور کہاں بسملِ غریب
کرتے ہیں دوست رشک مگر اپنا قول ہے
یہ ہے خدا کی دین بظاہر ہے گو عجیب

(آفتاب احمد بسمل)

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ
اخبار الفضل
خود خرید کر پڑھے

۶۱

محترم مولانا محمد یعقوب خان صاحب ایڈیٹر "لائٹ" کا تازہ وضاحتی بیان

قبل ازیں میں نے جو بیان لکھوایا تھا اس میں کسی بیرونی اثر یا دباؤ کا قطعاً دخل نہ تھا

میرے نزدیک حضرت مسیح موعود کی اولاد میں سے ہر ایک آیت اللہ کی حیثیت رکھتا ہے

آپ کی لائی ہوئی برکاتِ سماوی آپ کی اولاد کو بھی ورثہ میں ملی ہیں

۱۱؍ وفا ۱۳۴۷ہش (مطابق ۱۱؍ جولائی ۱۹۶۸ء) کے الفضل میں ہم نے غیر مبائعین کے ہفت روزہ انگریزی اخبار "لائٹ" کے ایڈیٹر محترم مولانا محمد یعقوب خان صاحب کا ایک تحریری بیان شائع کیا تھا جس میں آپ نے ۲۵؍ احسان (۲۵؍ جون ۶۸ء) کو نورین (کوہ مری) میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقات کے متعلق اپنے قلبی تاثرات بیان فرمائے تھے اِس پر غیر مبائعین کے اخبار "پیغامِ صلح" نے مولانا محترم اور جماعت مبائعین کے خلاف متعدد مضامین شائع کر کے بہت کچھ زورِ قلم دکھایا۔ ہمیں خاموش رہنے اور صبر سے کام لینے کا حکم تھا سو ہم خاموش رہے۔ البتہ اب خود محترم مولانا محمد یعقوب خان صاحب نے بعض غیر مبائعین کی ناروا باتوں کے جواب میں اپنا ایک "تازہ وضاحتی بیان" بغرض اشاعت ہمیں ارسال فرمایا ہے جو تمام تر آپ کے اپنے قلم سے لکھا ہوا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں مولانا موصوف کا یہ حق ہے کہ غیر مبائعین کی طرف سے آپ کے خلاف اٹھائی ہوئی باتوں کا آپ خود جواب دیں اور یہ کہ سابقہ بیان کے تسلسل میں آپ کا یہ بیان بھی شائع کیا جائے۔ چنانچہ مولانا موصوف کے تازہ بیان محررہ ۵؍ ستمبر ۱۹۶۸ء کا متن درج ذیل ہے۔ مولانا اپنے اِس تازہ بیان میں رقمطراز ہیں:۔

۵/۹/۶۸

مکرم محترم جناب ایڈیٹر صاحب الفضل

آپ کے موقر جریدہ میں میرا جو بیان شائع ہوا تھا جس میں مَیں نے حضرت مرزا ناصر احمد سے ملاقات کے متعلق اپنے تاثرات قلمبند کئے تھے اُس سے جماعت لاہور کے حلقوں میں غم و غصہ کی ایک لہر دوڑ گئی اور چاروں طرف سے مجھ پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ مَیں اس کی وضاحت کروں۔ لفظ تو "وضاحت" کا استعمال کیا جاتا ہے مگر منشاء یہ ہے کہ اِس کی تردید کروں۔ بعض دوستوں نے اپنی طرف سے مجھے ایک "معقول" توجیہہ بھی لکھ بھیجی ہے اور وہ یہ کہ مجھ سے وہ بیان بعض احباب نے دباؤ ڈال کر یا اثر ڈال کر لکھوایا ہے۔ اِس مطالبہ کی تعمیل میں یہ بیان ارسالِ خدمت ہے۔

"پیغامِ صلح" میں اِس واسطے نہیں بھیجتا کہ مجھے اندیشہ ہے وہ لوگ اِس وضاحتی بیان کو بھی توڑ مروڑ کر شائع نہ کر دیں۔

والسلام

خاکسار محمد یعقوب خاں

مَیں یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ جو بیان مَیں نے لکھا تھا بلکہ لکھوایا تھا اُس میں کسی بیرونی اثر یا دباؤ کا قطعاً دخل نہ تھا اور خود میرا تاثر یہ تھا کہ تصرّفِ الٰہی نے وہ بیان مجھ سے لکھوایا تھا۔

ایک آواز لاہوری حلقوں سے یہ بھی اُٹھی ہے کہ مجھے ملازمت سے علیحدہ کر دیا جائے۔ اس کے متعلق مَیں صرف اِس قدر کہنا چاہتا ہوں کہ اگر مجھے علیحدہ بھی کر دیا جائے تو بھی میرے دلی تاثر کو ... نہیں مٹایا جا سکتا جو میرے قلب پر نقش ہے۔

عقائد کے متعلق حضرت صاحب سے میری کوئی گفتگو نہیں ہوئی اور نہ انہوں نے اِس بحث کو چھیڑا۔ میرے عقائد وہی ہیں جو تھے البتہ ایک اضافہ اس میں یہ ہوا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی اولاد میں سے ہر ایک آیت اللہ کی حیثیت رکھتا ہے اور برکاتِ سماوی جو حضرت صاحب لے کر آئے تھے آپ کی اولاد کو بھی ورثہ میں ملی ہے۔ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کے نورانی اور پُرسکون چہرہ کی بھی محض یہ وجہ ہے کہ وہ حضرت صاحب کی نسل سے ہیں اور حضرت صاحب کی دعا اپنی اولاد کے حق میں کہ

یا برگ و بار ہوویں مولیٰ کے یار ہوویں

حرف بہ حرف پوری ہوئی ہے۔

والسلام

خاکسار محمد یعقوب خاں

۲۰ ستمبر (تبوک) ——— ربوہ کی بنیاد رکھنے کا یادگار دن

(از مکرم چوہدری عبد السلام صاحب اختر ایم۔اے)

آج سے بیس برس قبل ۲۰ ستمبر (تبوک) ۱۹۴۸ء کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک ایسی بستی کا سنگِ بنیاد رکھا گیا جو اکنافِ عالم میں اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کا مرکز ہونے والی تھی یعنی ربوہ دار الہجرت!

ربوہ کی بنیاد رکھنے میں بنیادی چیز وہ دعائیں تھیں جو سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابراہیمی سُنت کے مطابق یہاں مورخہ ۲۰ تبوک ۱۳۲۸ہش کو دوپہر ایک بج کر بیس منٹ پر بعد نمازِ ظہر اپنے افتتاحی خطبہ میں ارشاد فرمائیں وہ منظر اب بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لاہور سے یہاں تشریف لائے اور چنیوٹ لائلپور، سرگودہا اور جھنگ سے ہزاروں دوست یہاں پروانہ وار جمع ہو گئے۔ آپ تصور فرمائیں کہ اس وقت جبکہ اس سرزمین پر ایک بھی درخت نہ تھا اور دُور دُور تک سبزہ کا کوئی نشان نہ ملتا تھا۔ پانی کا ایک قطرہ بھی مقامی طور پر دستیاب نہیں تھا۔ ہزاروں ہزار دوستوں کا یہاں شدید گرمی میں بیٹھنا اور نہایت سوز و الحاح کے ساتھ دعاؤں میں مشغول ہونا اور پھر مسلسل کئی گھنٹوں تک جماعتِ احمدیہ کے مقدس امام اور اس کے ہزاروں ساتھیوں کا عبادات میں مصروف رہنا کس قدر کیف آور اور کتنا روح پرور منظر ہو گا۔ یہ دعا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین بار بلند آواز سے دہرائی اور پھر تمام مجمع نے اسے تین دفعہ دہرایا۔

رَبَّنَا اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا
اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ
مِنَ الثَّمَرَاتِ!

(ترجمہ) اے ہمارے رب تُو
اس جگہ کو ایک امن والا
شہر بنا دے اور یہاں کے
رہنے والوں کو پاکیزہ رزق
عطا فرما۔ آمین۔

اس وقت دنیا حیران تھی کہ جس جگہ پر ایک شہر آباد ہونے کی دعا کی جا رہی ہے وہ جگہ حکومت کے کاغذات میں (Uncultivable & Unagricultural) یعنی ناقابلِ کاشت اور ناقابلِ زراعت بیان کی گئی تھی۔ ۱۰۴۰ مربعوں کی یہ زمین بالکل بنجر۔ بے آب و گیاہ اور بالکل بے بسی کے عالم میں تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ شعر اپنے متعلق اور قادیان کے متعلق لکھا تھا کہ ؎

مَیں تھا غریب و بیکس و گمنام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر

درحقیقت یہی شعر ربوہ پر بھی اس وقت صادق آتا تھا۔

اس وقت کا منظر دیکھنے والے اور آج کے حالات کا مشاہدہ کرنے والے اس بات کے زندہ گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ پکارنے والے کی پکار سُنتا ہے اور یہ کہ اس کے حضور دردِ دل سے کی جانے والی دعائیں کبھی بھی ضائع نہیں جاتیں۔ آج سرگودہا اور لائلپور کے دو بڑے اضلاع کے درمیان ربوہ ایک بڑا اہم مقام ہے۔ اور یہ مرکز ہر اعتبار سے پاکستان کے وسطی اضلاع میں روز بروز زیادہ اہمیت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ تعلیمی لحاظ سے تو پاکستان میں ربوہ غالباً واحد ایسی بستی ہے جہاں مردوں اور عورتوں کی خواندگی کی اوسط پاکستان کے تمام دیگر شہروں سے زیادہ ہے یعنی پچانوے فیصدی سے بھی اوپر۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ

یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ مورخہ ۲۰ ستمبر ۴۸ء کو جس مقام پر ہمارے خیمے نصب تھے اور جہاں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سرزمین پر پہلا سجدہ ادا فرمایا وہاں آجکل فضل عمر ہسپتال کی وسیع اور جاذبِ نظر عمارت ہزاروں مریضوں اور زائرین کی آماجگاہ ہے۔ مقامِ سجدہ پر ہسپتال کے احاطے میں ہی ایک مختصر مگر نہایت خوبصورت مسجد تیار کی گئی ہے جہاں پنجوقتہ نماز نہایت خشوع و خضوع سے ادا کی جاتی ہے۔ اس مقام پر پہلے پہل اردگرد کے سینکڑوں دیہاتی مختلف ضروریات کی بنا پر یہاں آنے شروع ہوئے۔ کبھی تجارتی اغراض کے ماتحت اور کبھی مزدوری کی خاطر اور پھر رفتہ رفتہ یہ حلقہ وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا۔ حتیٰ کہ آج ربوہ اپنے اردگرد کے وسیع علاقے کے لئے تمدنی مجلسی۔ تعلیمی اور اقتصادی مرکز کی حیثیت رکھتا ہے۔ ربوہ کی بستی کا آغاز کیونکر ہوا؟ یہ بات اب تک غالباً بہت سے دوستوں کی نظر سے پوشیدہ ہو گی کیونکہ بسا اوقات کسی عظیم الشان چیز کا آغاز ایک چھوٹی سی بات سے ہوتا ہے۔ وہ چھوٹی سی بات تو نظروں سے اوجھل ہو جاتی ہے مگر اس کے بڑے بڑے عظیم اثرات موجود رہ جاتے ہیں۔ ۱۹۴۹ء کے آغاز ہی میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہاں انتظام کے لئے ایک (Shadow Committee) شیڈو کمیٹی بنائی جس کے سیکرٹری مکرم جناب مولوی عبد الرحمان صاحب انور موجودہ پرائیویٹ سیکرٹری تھے اور خاکسار اس کا ممبر تھا۔ ہم لوگ ہفتہ میں ایک یا دو بار اپنی میٹنگ کیا کرتے اور اس میں ربوہ کی کچی آبادی یا معمولی دفتری امور کے متعلق تبادلۂ خیالات ہوتا۔ اس وقت تک دیہاتی لوگوں کی آمد و رفت یہاں شروع نہیں ہوئی تھی۔ کھانے پینے کی تمام اشیاء چنیوٹ سے آتیں۔ اور عموماً ہمارے جو مددگار کارکن ڈاک پوسٹ کرنے چنیوٹ جاتے وہ آتے ہوئے سبزی اور گوشت وغیرہ بھی لے آتے۔ ایک دن (غالباً وسط اکتوبر کی بات ہے) گرمی شدید تھی۔ شاید ۱۱ یا ۱۲ بجے کا وقت ہو گا میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ مَیں کسی کنوئیں پہ جا کر نہاؤں۔ چنانچہ مَیں نے صابن۔ تولیہ اور ایک چھوٹا سا ڈول ہاتھ میں لیا اور پہاڑی درّے کے درمیان میں سے جو راستہ گزرتا ہے وہاں سے ہوتا ہوا پہاڑی کے دامن کے ساتھ ہی کنوئیں پہ جا بیٹھا۔ ابھی مَیں وہاں بیٹھا ہی تھا کہ ایک بوڑھا ضعیف شخص وہاں آیا اور اپنی زبان میں کہنے لگا "ڈاکٹر صاحب! میرا بیٹا بھی بیمار ہے اور بہو بھی بیمار ہے۔ آپ دونوں کو چل کر دیکھ لیں!" یہ بات اس نے ایسے خلوص اور اعتماد سے کہی کہ تھوڑی دیر کے لئے تو مجھے بھی اپنے آپ پر یقین ہونے لگا کہ مَیں واقعی ڈاکٹر ہوں۔ مَیں نے کچھ سوچا اور اس شخص کے ساتھ چل پڑا۔ ایک جھونپڑی میں واقعی ایک مرد اور ایک عورت بیمار تھے۔ اور دو تین بچے ساتھ کھیل رہے تھے دونوں کو خاصا تیز بخار تھا گو خاکسار نہیں جانتا کہ وہ کس قسم کا بخار تھا تاہم مَیں نے اس شخص کو تسلّی دی اور اسے کہا کہ وہ ہمارے خیموں میں آئے ہم اسے دوا دیں گے ہم لاہور سے آتے ہوئے ہنگامی ضروریات کے لئے کئی قسم کی پیٹنٹ ادویہ بھی ساتھ لائے تھے۔ چنانچہ جب وہ شخص آیا تو مَیں نے اسے A.P.C کی چار گولیاں اور کچھ جلاب کی ہلکی دوائی دی۔ اور ساتھ ہی کہا کہ وہ دونوں کو دو تین دن تک صرف دودھ پلائے بات آئی گئی ہو گئی۔ تین دن گزرنے کے بعد وہی شخص ایک چھوٹی بالٹی لئے ہمارے خیموں میں آیا۔ اس کے منہ سے شکرگزاری کے جو کلمات نکلے وہ اب بھی مجھے بخوبی یاد ہیں۔ وہ انتہائی ممنونیت کی تصویر بنا سامنے کھڑا تھا اور اسکی بالٹی میں کوئی تین سیر کے قریب نہایت ہی عمدہ قسم کا دودھ تھا جو اس نے ہمیں پیش کیا۔ ہم سب اللہ تعالیٰ کی حکمت پر حیران تھے۔ ہم نے دودھ کی قیمت اسے دینے کی کوشش کی مگر باوجود انتہائی اصرار کے اسنے قیمت نہیں لی اور پھر ایسا ہوا کہ وہ دو تین ہفتے تک ہر تیسرے چوتھے دن کبھی دودھ کبھی لسّی اور کبھی مکھن لاتا اور ہمارے دوست اس سے خرید لیتے۔ مجھے یاد ہے کہ ۱۹۴۹ء کے آخر تک ہم نے دودھ ۲½ آنے سیر کے حساب سے خریدا اور وہ نہایت ہی عمدہ قسم کا دودھ ہوتا تھا ابالتے وقت اس میں کچھ پانی ڈالنے کے باوجود بالائی کی موٹی تہ اس پر آ جاتی۔ غرض اس طرح دیہاتی دوستوں کی آمد و رفت شروع ہوئی انہیں یہ معلوم ہو گیا کہ اوّل تو ہم لوگ نہایت ہمدردی سے پیش آتے ہیں۔ دوم ہم بیماروں کا علاج بھی کر سکتے ہیں اور سوم یہ کہ ہمارے ہاں مزدوری اور روزگار کے عمدہ مواقع موجود ہیں۔ چنانچہ یہ چیزیں آہستہ آہستہ ربوہ کو ایک اہم تمدنی مرکز بنانے میں ممد ہوئیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ربوہ کی کل آبادکاری سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ان دعاؤں کی مرہونِ منت ہے جو حضور نے نہایت الحاح کے ساتھ اس کے آغاز میں فرمائی تھیں۔ اب بھی ان دعاؤں کے شیریں ثمرات سے اہلِ ربوہ لطف اندوز ہوتے ہیں کیونکہ وہ جگہ جو ہر لحاظ سے غیر ذی زرع تھی محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے "ثمرات" کا مرکز بن چکی ہے۔

مکرم عبدالاحد خان صاحب کابلی مرحوم درویش قادیان

(مکرم محمد یاسین صاحب سابق مہتمم لنگر خانہ قادیان)

الفضل مورخہ ۹ اگست ۱۹۷۰ء میں یہ خبر پڑھی کہ خان عبدالاحد خان صاحب کابلی درویش مورخہ ۲ اگست ۱۹۷۰ء بروز جمعہ بوقت ۲ بجکر ۱۰ منٹ پر اس دار فانی سے عالم جاودانی کو سدھار گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم کی مجھ سے دسمبر ۱۹۲۲ء کے جلسہ کے ایام میں سرسری واقفیت ہوئی پھر شروع ۱۹۲۳ء سے تو یہ واقفیت گہری دوستی میں تبدیل ہو گئی۔ مرحوم اپنے والد کا نام فتح محمد خان بتایا کرتے تھے۔ ان کا گاؤں کابل سے آٹھ نو میل کے فاصلے پر تھا۔

مرحوم اکثر سنایا کرتے تھے۔ کہ جب حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحبؓ کو سنگسار کر کے شہید کر دیا گیا۔ تو اس دن میرے بڑے بھائی کی ڈیوٹی دوسرے کئی سپاہیوں کے ہمراہ حضرت شہید مرحوم کی نعش کی حفاظت پر لگی ہوئی تھی۔ ایک وسیع میدان میں حضرت صاحبزادہ صاحب کو سنگسار کیا گیا تھا۔ اسی دن شام کے بعد سخت بارش ہونے لگی اور شدید آندھی آگئی تمام سپاہی میدان چھوڑ کر قریبی برآمدے میں چلے گئے۔ برآمدے کے اندر اسی وقت دوسرے سپاہیوں کے ہمراہ میرے بڑے بھائی صاحب نے بھی یہ نظارہ دیکھا کہ ایک بجلی کا ستون حضرت شہید مرحوم کے سر کے اوپر کے پتھر کے ڈھیر سے نکلا ہے اور آسمان کی طرف اونچا ہونا شروع ہوا۔ اور اسی طرح کا ایک بجلی کا ستون آسمان کی طرف سے حضرت شہید مرحوم کے سر پر اترنا شروع ہوا۔ آخر زمین اور آسمان کے درمیان یہ دونوں بجلی کے ستون مل گئے۔ گویا کہ زمین سے آسمان تک بجلی کا ایک بہت بڑا ستون تیار ہو گیا اور اس وقت بہت زیادہ روشنی پھیل گئی۔ یہ نظارہ تھوڑی دیر رہا مگر اس سے وہاں موجود تمام سپاہیوں کے دل سہم گئے اور وہ بہت ڈر گئے اور کہنے لگ گئے۔ کہ سنگسار کیا جانے والا تو کوئی ولی اللہ اور بزرگ معلوم ہوتا ہے۔

خان عبدالاحد خان صاحب کو تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ جب سیدنا حضرت اقدس المصلح الموعودؓ نے دعوۃ الامیر کتاب لکھی تو اس کا اردو مضمون خاص طور پر خان صاحب مرحوم ہی خوشخط لکھ کر حضرت مولوی غلام احمد خان صاحب احمدی آف اوچ شریف کو دیتے تھے (ان دنوں حضرت مولوی صاحب مہمانخانہ کے ایک خام چوبارہ میں رہائش پذیر تھے۔ وہ فارسی میں ترجمہ کرتے تھے اور پھر حضرت مولانا حکیم عبیداللہ صاحب بسمل اس پر نظر ثانی فرماتے تھے۔ جب یہ کتاب فارسی میں چھپ گئی تو محترم خان صاحب ہی یہ کتاب لیکر کابل تشریف لے گئے اور محمود طرزی صاحب وزیر خارجہ افغانستان کی خدمت میں پیش کی اور انہوں نے وہ کتاب شاہ کابل کی خدمت میں پیش کی اور اس کی اطلاع خانصاحب مرحوم کو مل گئی۔ پھر آپ واپس قادیان تشریف لے آئے۔ مرحوم کے پاس اس کتاب کا اردو مسودہ بطور تبرک . . . . . عرصہ تک محفوظ رہا۔

احباب جماعت کو اس بات کا علم ہی ہے کہ خلافت ثانیہ کے ایک دور میں صوبے کے بڑے بڑے انگریز افسران سلسلہ احمدیہ کے خلاف ہو گئے اور اس وجہ سے مختلف جگہوں سے سی۔ آئی۔ ڈی کے کارکنان قادیان آتے رہتے تھے۔ حضرت خان صاحب مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے یہ ملکہ ودیعت فرمایا ہوا تھا۔ کہ وہ ایسے آدمیوں کو اکثر پہچان لیا کرتے تھے اور پھر اس کی اطلاع متعلقہ محکمہ کو دے دیتے تھے۔ مہمان خانہ کے افسران کو حضرت خان صاحبؓ کی وہاں موجودگی سے نہایت اطمینان رہتا تھا کہ مرحوم بارہ سال کی عمر میں کابل سے اپنے ایک ہم عمر و ہم سبق ساتھی مکرم خان میر خان صاحب افغان - - - . . . . ۔ باڈی گارڈ حضرت مصلح الموعودؓ حال (ربوہ) کے ہمراہ پہلے حضرت مولوی غلام حسن خان صاحب نیازی مرحومؓ کے پاس پشاور وارد ہوئے۔ پھر پنڈی۔ جہلم۔ لاہور ہوتے ہوئے ۱۹۰۹ء میں حضرت اقدس حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے زمانہ خلافت میں قادیان پہنچے اور یہاں عربی کی تعلیم کے حصول میں مشغول ہو گئے اور عربی میں کافی واقفیت حاصل کر لی کچھ عرصہ احمدیہ دارالشفاء میں بھی آپ نے کام سیکھا۔ اکثر فرمایا کرتے کہ میرے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ کی کفش برداری ہی کافی ہے اور میں ہر وقت حضورؓ کی غلامی کے لئے تیار اور فارغ رہتا ہوں۔

خان صاحب مرحوم حضورؓ کے عاشق تھے۔ نومبر ۱۹۴۷ء شروع میں لاہور آئے۔ مگر یہاں آکر قادیان کے لئے پریشان رہے پھر ۱۹۴۸ء کے شروع میں قادیان واپس تشریف لے گئے پھر کئی دفعہ عارضی طور پر پاسپورٹ لے کر ربوہ آئے اور جلسہ سالانہ دیکھ کر جاتے رہے۔ جلسہ کے ایام میں نوجوانوں خصوصاً پہرے داروں کو ان کے فرائض کے عمیق پہلوؤں کی طرف توجہ دلاتے اور نصائح کیا کرتے تھے حضرت مصلح الموعودؓ پر جب چاقو سے حملہ ہوا تو سخت افسوس ظاہر کیا اور کہا کہ خلیفۂ وقت تمام جماعت کی امانت ہے۔ افسوس ہے کہ اس امانت کی پوری طرح حفاظت نہ کی گئی۔

جلسہ سالانہ پر حضرت مصلح الموعود کی تقریر کے وقت حضور کے واسطے سٹیج پر قہوے اور چائے کا انتظام خان صاحب مرحوم کے سپرد ہوا کرتا تھا مرحوم اس موقع پر کسی دوسرے کو ہرگز مددگار نہ بنایا کرتے تھے اور جلسہ کے انعقاد سے قبل سپیشل چائے حضرت مولوی غلام رسول صاحب پشاوری مرحوم ریڈر ہائی کورٹ پشاور و دیگر احباب پشاور کے ذریعے منگوا لیا کرتے تھے۔ وہ چائے اب تو نایاب ہے۔ بہت ہی عمدہ خوشرنگ اور اعلیٰ خوشبودار ہوا کرتی تھی۔ اس کے علاوہ تانبے کے برتن کو بڑی احتیاط سے صاف ستھرا رکھتے تھے اور ان برتنوں کو کسی دوسرے موقع پر کبھی کام میں نہ لاتے تھے۔ کوئلہ چینی وغیرہ کا انتظام بھی وہ خود ہی کرتے سٹیج پر جب بھی حضورؓ نے گلہ صاف کرنے کے لئے چائے طلب فرمائی تو تازہ چائے تیار کرکے پیش کر دیتے تھے۔ حضور خود تو ایک آدھ گھونٹ ہی پیتے بقیہ دوسرے احباب میں تقسیم ہو جاتی تھی اور یہ سارا کام بتوسط پرائیویٹ سیکرٹری صاحب حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب کی نگرانی میں ہوا کرتا تھا۔ خانصاحب مرحوم اپنے فرض کی ادائیگی میں بہت ہی چست تھے۔ حالانکہ وجود بھاری بھرکم تھا۔ کبھی دوسرے پر بھروسہ نہیں کرتے تھے۔ جلسہ کے بعد اس ڈیوٹی کے بخیر و خوبی سے ادا ہو جانے پر اللہ تعالیٰ کا خاص شکر ادا کرتے اور نوافل پڑھا کرتے تھے اور بہت خوش ہوتے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس خدمت کی توفیق عطا فرمائی۔

خان صاحب مرحوم کی شادی کے واسطے تقسیم ملک سے قبل حضور نے کئی دفعہ مختلف احباب سے فرمایا مگر شادی نہ ہو سکی۔

بڑھاپے میں آپ کو قادیان کی درویشی نصیب ہوئی۔ تو اس وقت حضور المصلح الموعودؓ کی خاص توجہ کے تحت حضرت بابا نور الدین صاحب مرحوم مہاجر [illegible] ریاست پونچھ (موذن مسجد دارالفضل قادیان جو بڑے بلند قامت اور نہایت بلند آواز والے تھے) کے ایک رشتہ دار کے ہاں رشتہ ہوا۔ مگر افسوس کہ مرحوم کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی۔ وفات سے کچھ عرصہ قبل مرحوم کی بینائی جاتی رہی۔ اور پھر وفات سے قبل دیگر عوارض میں مبتلا ہو گئے۔ مرحوم نے آنکھوں کی تکلیف اور بیماری کے زمانہ کو نہایت صبر اور شکر سے گزارا۔ آنکھوں کے اپریشن کے لئے کوشش کی گئی۔ مگر خان صاحب نہ مانے اور کہا کہ اب اس فانی جسم پر سلسلہ کا روپیہ خواہ مخواہ برباد کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بیماری سے پہلے اور بیماری کے بعد تا وفات مرحوم کی اہلیہ نے اور ان کے نسبتی بھائیوں نے جس اخلاص اور محبت سے خان صاحب کی خدمت کی ہے اسی طرح درویش برادری نے جس اخوت کا ثبوت دیا اور مرحوم کی خدمت کی ہے اس کے لئے جماعت کی طرف سے وہ سب تشکریہ کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی بیوہ کا اور ان کے دیگر اقرباء کا خود کفیل اور حافظ و ناصر ہو۔ خانصاحب مرحوم کے ذکر سے . . . . . . قادیان کے اس دور کی یاد تازہ ہو جاتی ہے جب کہ خان صاحب کے حجرہ کے متصل حضرت بزرگ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ شاگرد خاص حضرت شہید مرحوم کا حجرہ دوسرے احباب کے علاوہ افغان احمدی احباب کے لئے مرجع خلائق کا رنگ رکھتا تھا۔ حضرت بزرگ صاحب کے پاس بہت سے احباب ہر روز آیا کرتے تھے۔ ان کے حجرہ میں جگہ کی قلت تھی اس وجہ سے بعض دوست عبدالاحد خان صاحب مرحوم کے حجرہ میں بھی جایا کرتے تھے اور بہت ہی علمی اور روحانی محفل ہوا کرتی تھی۔ بزرگان سلسلہ میں سے بھی اکثر حضرت خان صاحب کے حجرہ میں چائے نوش کیا کرتے تھے راقم بھی قادیان کی زندگی کے دوران اسی حجرہ میں جایا کرتا تھا اللہ تعالیٰ خانصاحب مرحوم کے درجات بلند فرماوے

وعدہ جات فضل عمر فاؤنڈیشن کی

—— سو فیصدی ادائیگی ——

مندرجہ ذیل احباب نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے فضل عمر فاؤنڈیشن کی مبارک تحریک میں اپنے پیش کردہ وعدہ جات مکمل طور پر ادا فرمائے ہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

اللہ تعالیٰ ان احباب کو اپنے دینی و دنیوی انعامات اور برکات سے نوازے آمین۔

۱۔ مکرم چوہدری غلام فرید صاحب چک ۳۳ دھاریوالی ضلع شیخوپورہ ۔۔ —— ۱۵

۲۔ مکرم فضل الرحمان صاحب طاہر ابن مکرم قاضی عبدالرحمن صاحب دارالصدر شرقی ربوہ ۔۔ —— ۶۰

۳۔ " چوہدری نذیر احمد صاحب باجوہ امیر جماعت احمدیہ ساہیوال ۔ —— ۷۰۰

۴۔ " میاں محمد شریف صاحب ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ انسپکٹر ڈیپارٹمنٹ گوجرہ خود ۔۔ ۲۰۵

منجانب والدین خود } و والدین اہلیہ خود } —— ۳۰۰

۵۔ " چوہدری شیر محمد صاحب دارالصدر غربی ربوہ —— ۲۰۱

۶۔ " صالح محمد صاحب مجوکہ ضلع سرگودھا ۔۔ —— ۵۰۰

۷۔ " ڈاکٹر عبدالوحید صاحب بخاری بھاگٹ —— ۶۰۰

۸۔ " مہر عبدالمجید صاحب چک ۳۳ پنیار ۔۔ —— ۵۰۰

۹۔ " بریگیڈیئر غلام احمد صاحب لاہور چھاؤنی ۔۔ —— ۳۰۰

۱۰۔ " شیخ عبدالرحیم صاحب محمد نگر —— ۲۰۰۰

۱۱۔ " غلام نبی صاحب لوہاری گیٹ لاہور —— ۱۰۰۰

۱۲۔ " میجر غلام محمد صاحب کھوکھر دھرمپورہ لاہور ۔۔ —— ۶۰۰

وعدہ ۵۰۰/-

۱۳۔ " مکرم خان عزیز محمد خان صاحب اسلامیہ پارک لاہور —— ۹۰۰

۱۴۔ " شیخ اللہ داد الرسول صاحب حلقہ کینال پارک ۔۔ —— ۵۰۰

۱۵۔ " ڈاکٹر آفتاب احمد صاحب جنرل ہسپتال لاہور ۔۔ —— ۲۰۰

۱۶۔ " فلائٹ لفٹیننٹ محمد سلیمان صاحب پنشنر مرحوم ۔۔ —— ۱۵۰۰

۱۷۔ " ڈاکٹر منصور الحق خان صاحب مرحوم مع پسماندگان کوئٹہ —— ۱۰۰۰

۱۸۔ " ڈاکٹر عبدالمجید خان صاحب کوئٹہ ۔۔ —— ۳۰۰

۱۹۔ " ملک کرم الٰہی خان صاحب ۔۔ —— ۱۰۰۰

۲۰۔ " محترمہ انور قاضی صاحبہ اہلیہ قاضی شریف الدین صاحب کوئٹہ ۔۔ —— ۳۰۰

۲۱۔ " ملک محمد خان صاحب پنشنر دارالیمن ربوہ ۔۔ —— ۳۲

۲۲۔ " میاں نور محمد صاحب " " ۔۔ —— ۲۰

۲۳۔ " چوہدری شریف احمد صاحب سندھی دارالیمن ربوہ ۔۔ —— ۱۰۰

۲۴۔ " عمر الدین صاحب مالی " " ۔۔ —— ۲۴

۲۵۔ محترمہ امۃ الحفیظ بیگم والدہ خلیفہ صباح الدین صاحب ۔۔ —— ۱۰۰

۲۶۔ " ریشم بی بی صاحبہ زوجہ ملک عبدالرب صاحب دارالصدر جنوبی ۔۔ —— ۱۰۰

۲۷۔ مکرم مولوی عطا محمد صاحب پنشنر صدر انجمن احمدیہ ربوہ " —— ۲۵

۲۸۔ " محمد اسلم صاحب کارکن تعلیم الاسلام کالج ربوہ " —— ۳۰

۲۹۔ " قاضی مبارک احمد صاحب لیکچرار فیکٹری ایریا ربوہ ۔۔ —— ۱۰۰

۳۰۔ " چوہدری احسان الرحمان صاحب ہمراہ بیگم صاحبہ باب الابواب " ۔۔ —— ۶۰

۳۱۔ " " محمد رمضان صاحب دارالعلوم غربی ربوہ ۔۔ —— ۱۰

۳۲۔ محترمہ رابعہ بیگم صاحبہ زوجہ " " " " " —— ۶

۳۳۔ مکرم عبدالکریم صاحب درزی احمدیت بازار " ۔۔ —— ۱۰

اللہ تعالیٰ ان احباب کی قربانی کو قبول فرمائے اور انہیں اور ان کے خاندانوں کو اپنی دینی اور دنیوی برکات سے حصہ وافر عطا فرمائے۔ آمین

(سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن)

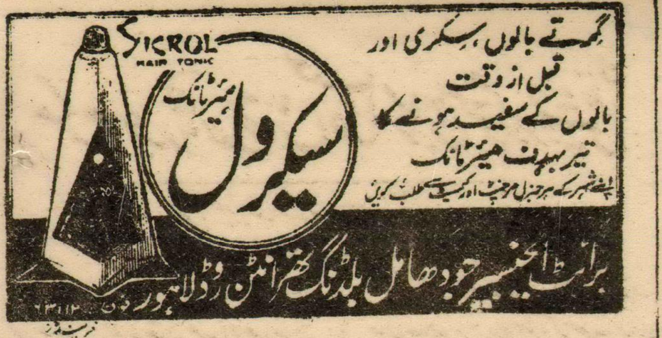

جماعت احمدیہ کراچی کا وقف جدید کے چندے کا قابل تقلید نظام

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ سعادت جماعت احمدیہ کراچی کو حاصل ہے کہ باوجود اس امر کے کہ کراچی کے حلقہ جات میلوں تک پھیلے ہوتے ہیں۔ اور چندہ دہندگان میں ملازم پیشہ اور تجارت پیشہ ہر قسم کے احباب شامل ہیں۔ پھر بھی ہر ماہ کی چار تاریخ تک تمام چندہ دہندگان کی اسم وار تفصیل۔ دفتر میں باقاعدہ موصول ہو رہی ہے۔ اور اس تفصیل میں ہر دوست کے نام کے سامنے اسکے چندے کی رقم ماہ بماہ تفصیل کے ساتھ دفتر میں آجاتی ہے۔ ایں سعادت بزور بازو نیست!

کراچی کے احباب کا یہ نمونہ۔ درحقیقت تمام جماعتوں کے لئے قابل تقلید ہے۔ اس لئے میں خاکسار لائلپور کی جماعت کے نظام کی بھی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا اس جماعت کا چندہ ہر ماہ کی آخری تاریخوں میں خزانہ انجمن میں باقاعدگی کے ساتھ جمع ہوتا ہے اور اسی طرح چندہ کی تفصیل بھی باقاعدگی کے ساتھ دفتر میں موصول رہتی ہے۔ دراصل کسی منظم جماعت کا نظام خاص طور پر مضبوط مالی بنیادوں کا متقاضی ہوتا ہے اور اگر اس کا مالی نظام مضبوط ہو جائے۔ تو دیگر شعبہ جات خود تقویت حاصل کرتے ہیں اور جماعت کے استحکام کا موجب ہوتے ہیں۔

خاکسار تمام جماعتوں کے عہدیداروں کی خدمت میں یہ درخواست کرتا ہے کہ اب جبکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کو بے حد وسعت عطا ہو رہی ہے وہ جماعت احمدیہ کراچی اور لائلپور کی طرح باقاعدہ روزانہ ایک یا دو گھنٹے جماعت کے لئے وقت دیں۔ فہرستیں مرتب کریں۔ چندوں کی تفصیل کا حساب رکھیں اور اپنے اپنے رجسٹرات میں خزانے میں جمع شدہ رقوم کا کہ چندوں کی تفصیل کے ساتھ اکاؤنٹ رکھیں۔ یہ قربانی جو وقت اور نفس دونوں قربانیوں پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے الٰہی انعامات کا وارث بنائے گی اور اس سے نہ صرف یہ کہ طویل خط و کتابت کی بچت ہوگی۔ بلکہ مرکزی عہدیداروں کی طرف سے چیکنگ کے وقت انہیں انتہائی سہولت ہوگی

خاکسار اس سلسلے میں جناب احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی خان محمد شفیع خان صاحب سیکرٹری وقف جدید کراچی۔ اور محترم جناب شیخ محمد احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ لائلپور اور مکرم جناب چوہدری عبدالغنی صاحب سیکرٹری وقف جدید لائلپور کا ممنون ہے۔ اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اور ہم سب کو سلسلہ احمدیہ کی طویل ترین اور کٹھن ترین خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(ناظم مال وقف جدید انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ)

قائدین خدام الاحمدیہ سالانہ اجتماع کا چندہ جلد بھجوائیں

خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا سالانہ اجتماع بالکل قریب آرہا ہے اور اس کی تیاری کے اخراجات شروع ہو چکے ہیں۔ قائدین سے درخواست ہے چندہ سالانہ اجتماع وصول کر کے فوری طور پر مرکز کو ارسال فرمائیں تاکہ ابتدائی انتظامات میں روک پیدا نہ ہو

(مہتمم مال خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

خادم کا تعلیمی کارڈ

جیسا کہ ہر خادم کو معلوم ہوگا کہ ہمارا سالانہ اجتماع انشاء اللہ العزیز ۱۸-۱۹-۲۰ ماہ اکتوبر) کو ہو رہا ہے۔ اجتماع کے موقع پر دیگر مقابلہ جات کی طرح علمی مقابلہ جات ہوں گے۔ علمی مقابلہ جات میں شامل ہونے والے خدام کے لئے ضروری ہوگا
۔ کہ وہ اپنے تعلیمی کارڈ ہمراہ لائیں۔
۔ جس خادم کے تعلیمی کارڈ کے اندراجات سب سے زیادہ مکمل و صحیح ہوں گے اسے خصوصی انعام دیا جائے گا۔

نوٹ: تعلیمی کارڈ بحساب سات پیسے فی کارڈ دفتر مرکزیہ سے منگوا سکتے ہیں۔

(منتظم علمی مقابلہ جات سالانہ اجتماع)

قافلہ قادیان میں شامل ہونے والے اصحاب توجہ فرمائیں

از محترم سید میر داؤد احمد صاحب ناظر خدمت درویشان ربوہ

احباب جماعت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اس مرتبہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ سالانہ قادیان کے موقعہ پر پاکستان سے قافلہ جائے گا۔ رمضان المبارک اور ربوہ کے سالانہ جلسہ کی وجہ سے قادیان کے جلسہ سالانہ کی تاریخیں ۶-۷-۸ صلح ۱۳۴۸ہش (جنوری ۱۹۶۹ء) بروز جمعہ ہفتہ۔ اتوار مقرر ہوئی ہیں۔ قافلہ کی روانگی ربوہ سے بتاریخ ۴ صلح (جنوری) براستہ گنڈا سنگھ والا حسینی والا بارڈر ہوگی۔ جو ۵ تاریخ کو قادیان پہنچے گا وہاں سے واپسی ۹ تاریخ کی شام کو اسی راستہ سے ہوگی۔ جو ۱۰ تاریخ کو بارڈر عبور کرے گا۔

جو اصحاب قافلہ قادیان میں شامل ہونے کا پختہ ارادہ رکھتے ہیں وہ نظارت خدمت درویشاں کے مطبوعہ فارم پر اپنے ضروری کوائف کے ساتھ درخواست بھجوا دیں۔ درج ذیل ضروری امور کو ملحوظ رکھا جائے۔

۱۔ درخواست دہندہ کے پاس انٹرنیشنل پاسپورٹ موجود ہو اور وہ ان تاریخوں میں انڈیا کے سفر کے لئے بھی کام آسکتا ہو یا وہ خود پاسپورٹ جلد بنوا سکتے ہوں۔

۲۔ ایسے اصحاب جن کے پاس انٹرنیشنل پاسپورٹ تو موجود ہے مگر اس میں انڈیا درج نہیں ہے۔ وہ اس میں انڈیا کروالیں۔

۳۔ مستورات قافلہ میں نہیں جا سکیں گی۔

۴۔ صرف وہی درخواستیں زیر غور لائی جائیں گی جو مطبوعہ فارم پر موصول ہوں گی۔ اور ان پر صدر یا امیر جماعت کی تصدیق درج ہوگی۔

۵۔ پاسپورٹ سائز فوٹو کی ایک کاپی ساتھ لگائی جانی ضروری ہوگی۔

۶۔ درخواستیں ۳۰ تبوک ۱۳۴۷ہش (۳۰ ستمبر ۱۹۶۸ء) تک بہر صورت نظارت خدمت درویشان میں پہنچ جانی ضروری ہیں۔ قافلہ میں جو احباب منتخب ہو جائیں گے اور ان کے پاس پاسپورٹ موجود نہ ہوگا تو نظارت ہذا بھی ان کے پاسپورٹ بنوانے میں حتی المقدور ضرور امداد کرے گی۔ ایسے ہی جن احباب کے انٹرنیشنل پاسپورٹ میں انڈیا درج نہ ہوگا اس میں انڈیا کا بھی اندراج کرائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

(ناظر خدمت درویشان)

ایک عمدہ رہائشی پلاٹ
قابل فروخت ہے
رقبہ ۲ کنال۔ واقعہ دار العلوم نزد نیا ڈگری کالج
پتہ خط و کتابت بسلسلہ خرید
ضیاء الرحمٰن وقف جدید ربوہ

بواسیر کی
...نگر کیور کے چار کیپسول
...بواسیر غائب ہے
لٹریچر اور نمونہ کی خوراک مفت
...زربوہ میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ۳۵ کمرشل بلڈنگ۔ لاہور
ڈاکٹر حبیب ہومیو اینڈ کیمیکل کمپنی گولبازار ربوہ

وعدہ جات فضل عمر فاؤنڈیشن کی سو فیصدی ادائیگی

مندرجہ ذیل احباب نے اپنے وعدہ جات برائے فضل عمر فاؤنڈیشن سو فیصدی ادا فرما دیئے ہیں بعض احباب بلا وعدہ ادائیگی فرمائی ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ ان سب احباب کو اپنے دینی اور دنیوی انعامات سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

۱۔ حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع بیگم صاحبہ دار الصدر شرقی ربوہ	۲۲۵ روپے
۲۔ مرزا عبد الحمید صاحب پنشنر صدر انجمن احمدیہ ″ ″	۱۴۵ روپے
۳۔ قریشی مختار احمد صاحب ہاشمی ″ ″	۶۱ روپے
۴۔ ″ دلدار احمد صاحب ہاشمی ″ ″	۵۰ روپے
۵۔ صوفی عثمان علی صاحب مع اہلیہ صاحبہ ″ ″	۸۰ روپے
۶۔ محترمہ امۃ الودود صاحبہ بنت شیخ مشتاق احمد صاحب خالد ″	۶۷ روپے
۷۔ مکرم پیر معین الدین صاحب ″ ″	۱۶۳ روپے
۸۔ ″ سید عبد السلام صاحب ″ ″	۱۰۰ روپے
۹۔ سردار عبد الحمید صاحب ریلوے آڈیٹر ″ ″	۱۰۰ روپے
۱۰۔ ″ شیخ محمد الدین صاحب ریٹائرڈ مختار عام ″ ″	۱۰۰ روپے
۱۱۔ ″ حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری ″	۱۰۰ روپے
۱۲۔ ″ میاں محمد اسماعیل صاحب فیروز پوری ″	۱۰۰ روپے
۱۳۔ صوفی عبد الغنی صاحب احمد نگر متصل ربوہ	۱۰۰ روپے

(سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن)

نصرت انڈسٹریل سکول کے ڈپلومہ امتحان کا نتیجہ

گیارہ لڑکیاں امتحان میں شریک ہوئیں جن میں سے ۹ فرسٹ ڈویژن میں ایک سیکنڈ ڈویژن میں پاس ہوئی۔ ایک لڑکی فیل ہے۔

امۃ النصیر	فیل		رول نمبر ۴۸۵
محمودہ تاج دین بی اے	۲۶۹	فرسٹ ڈویژن	″ ۴۸۶
امۃ المتین	۲۳۹	سیکنڈ ″	″ ۴۸۷
حمیدہ	۲۶۹	فرسٹ ″	″ ۴۸۸
آمنہ	۲۵۱	″	″ ۴۸۹
صالحہ مرزا	۲۵۶	″	″ ۴۹۰
بشریٰ حبیب	۲۷۰	″	″ ۴۹۱
بشریٰ ناہید	۲۵۴	″	″ ۴۹۲
صدیقہ بیگم	۳۰۲	″	″ ۴۹۳
بشریٰ صغریٰ (ایڈیشنل کلاس)	۱۳۷		۴۹۴
طاہرہ رحمٰن (ایڈیشنل کلاس)	۱۲۶		۴۹۵

(ہیڈ مسٹریس نصرت انڈسٹریل سکول ربوہ)

خریداران الفضل کے لئے اعلان

خریداران الفضل کی نئی چٹھی عنقریب چھپوائی جا رہی ہے۔ اگر کسی خریدار نے پتہ تبدیل کروانا ہو یا پتہ میں درستی کروانی ہو تو دفتر ہذا کو جلد مطلع کریں۔ چٹھی لکھتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور تحریر کریں۔ (مینیجر الفضل)

درخواست دعا

خاکسار کا ایک دیوانی مقدمہ ہے۔ اس مقدمے کی کامیابی کے لئے جملہ احباب کرام و بزرگان سلسلہ سے درخواست دعا ہے۔

(خاکسار مہر کرم الدین حیلی محلہ دار الرحمت وسطی مکان ۱۹/۸ ربوہ)

اسباب پر انحصار رکھنا اور انہی کو اپنی نجات کا موجب سمجھنا بڑی نادانی ہے

مومن کے لئے لازمی ہے کہ عبادت بھی سچّے دِل سے خدا ہی کی کرے اور مدد بھی اسی سے حاصل کرے

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ العنکبوت کی آیت مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَوْلِیَآءَ کَمَثَلِ الْعَنْکَبُوْتِ اِتَّخَذَتْ بَیْتًا ۔ وَاِنَّ اَوْھَنَ الْبُیُوْتِ لَبَیْتُ الْعَنْکَبُوْتِ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

”گذشتہ قوموں کی ہلاکت اور بربادی کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ان کی ہلاکت کے اسباب کا ذکر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ ان کی تباہی اس لئے ہوئی کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے لئے بعض اور پناہ گاہیں تجویز کر لی تھیں۔ کسی نے کہا ہامان بڑا معزز ہے لاکھوں افراد پر اس کی حکومت ہے اگر میں نے ہامان کو کو خوش کر لیا تو سمجھو کہ میں کامیاب ہو گیا۔ کسی نے کہا میں قارون سے اپنے تعلقات بڑھانے چاہئیں مال و دولت تو اس کے قبضہ میں ہے اگر ہم نے اسے خوش نہ کیا تو ہم تو بھوکے مر جائیں گے۔ ایک اور شخص کے دل میں خیال آیا کہ قارون اور ہامان بھی بے شک بڑے ہیں لیکن اصل طاقت تو فرعون کی ہے۔ کیوں نہ فرعون کی غلامی اختیار کی جائے۔ اور اس کے اشاروں پر چلنے کی کوشش کی جائے۔ اگر فرعون خوش ہوا تو ہامان اور قارون کی بھی مجال نہیں کہ وہ ہمیں دکھ پہنچا سکیں۔ یہی حال عادؔ اور ثمود کے وقت ہوا۔ ہودؑ اور صالحؑ کو لوگ دیکھتے تو سمجھتے کہ ان لوگوں کے پاس تو نہ کوئی طاقت ہے نہ جتھہ نہ مال ہے نہ دولت، ہم نے ان کی بات مان لی اور ایک خدا پر ایمان لے آئے تو ہمیں کون سا سرخاب کا پر لگ جائے گا۔ ہمیں تو عاد کے بادشاہوں کے ساتھ اپنے تعلقات رکھنے چاہئیں تاکہ ہم اپنی دنیوی زندگی کو بہتر بنا سکیں۔ اور آنے والی آفات سے محفوظ رہ سکیں۔ قوم ثمود نے بھی یہی نظریہ اختیار کیا۔ اور اپنی قوم کے صنادید کو اپنی پناہ گاہ بنا لیا۔ غرض ہر ایک نے خدا کو چھوڑ کر بعض خیالی پناہ گاہیں تجویز کر لیں۔ مگر انہیں کیا معلوم تھا کہ ان کی یہ پناہ گاہیں مکڑی کے جالے سے بھی زیادہ کمزور ہیں اور وقت آنے پر ان کا تمام تار و پود بکھر جائے گا۔ اور نہ فرعون اُن کے کام آئے گا اور نہ ہامان اور قارون انہیں خدائی عذاب سے بچا سکیں گے چنانچہ جب فرعون اپنے لشکر سمیت غرق ہوا تو اس وقت ان کا مجازی خدا کہاں گیا اور اس نے کیوں اپنے لشکر کو غرق ہونے سے نہ بچا لیا بلکہ اس نے کسی اور کو کیا بچانا تھا خود بھی سمندر میں غرق ہو گیا۔ اور اسے اپنی پناہ سمجھنے والے بھی غرق ہو گئے۔ اور دنیا پر ثابت ہو گیا کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں کو اپنی پناہ گاہ سمجھتے ہیں وہ ایسے ہی تباہی کے قریب جا رہے ہوتے ہیں جس طرح مکڑی اپنے جالے میں بیٹھ کر یہ سمجھتی ہے کہ وہ حوادثِ زمانہ سے محفوظ رہے گی۔ قرآن کریم نے بار بار مسلمانوں کو اس اہم نکتہ کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور بار بار کہا ہے کہ اتقوا اللہ اے مسلمانو! تم خدا کو اپنی ڈھال بناؤ۔ یعنی اسے اپنے بچاؤ کا ذریعہ سمجھو۔ بے شک تم اسباب سے بھی کام لو۔ کیونکہ اسباب سے کام لینا خود خدا تعالیٰ کے پیدا کردہ سامانوں سے کام لینا ہے۔ مگر کبھی یہ خیال نہ کرو کہ وہ اسباب اور ذرائع ہی حقیقی چیز ہیں اصل مدد خدا تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے اور اگر اس کی مدد شاملِ حال نہ ہو تو کوئی سامان فائدہ نہیں پہنچا سکتا آخر سوچو کہ کیا عادؔ اور ثمود کے پاس کم سامان تھے کیا قارون اور فرعون اور ہامان کم طاقتیں رکھتے تھے پھر کیا ان کی یہ طاقتیں انہیں خدائی عذاب سے بچا سکیں پس اسباب پر انحصار رکھنا اور انہی کو اپنی نجات کا موجب سمجھنا بڑی نادانی ہے مومن کا اصل کام وہی ہے جو اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ میں بیان کیا گیا ہے۔ یعنی عبادت بھی سچے دل سے خدا تعالیٰ کی ہی کی جائے۔ اور مدد بھی اسی سے حاصل کی جائے کیونکہ خدا تعالیٰ کی احتیاج عبادت بھی ہے لیکن بندوں کی احتیاج ذلت ہے۔ اگر کوئی شخص کامیابی کے اس ایک ہی دروازہ کو اپنے اوپر بند کر لیتا ہے تو اس کی ہلاکت اس کے سر پر منڈلانا شروع کر دیتی ہے اور آخر اسے انتہائی حسرت کے ساتھ ناکامی کا مونہہ دیکھنا پڑتا ہے۔

(تفسیر کبیر سورۃ العنکبوت ص ۳۲۱، ۳۲۲)

واقفین بعد ریٹائرمنٹ (فراغت) کیلئے دوسرے سال کا نصاب

بعد فراغت ریٹائرمنٹ وقف کرنے والے احباب کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ان کے لئے دوسرے سال کا حسب ذیل نصاب منظور فرمایا ہے۔ یہ نصاب حضور کی اجازت کے مطابق ۱۵۔ تبوک ۱۳۴۷ ہش (ستمبر ۱۹۶۸ء) سے ایک سال کے لئے جاری ہو رہا ہے جملہ واقفین بعد ریٹائرمنٹ اس کے مطابق پڑھائی شروع فرما دیں۔

(۱) قرآن کریم

(الف) تفسیر کبیر سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ یونس تا آخر سورہ کہف

(ب) آخری پارہ کے مشکل الفاظ کا حل لغات کا بھی پڑھ درج کریں۔

(ج) آیت خاتم النبیین کی تفسیر جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں مذکور ہے

(نوٹ)۔ واقفین آخری پارہ کا ۱/۲ آخری حفظ کریں۔

۲ علم کلام

(الف) کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں سے (۱) نزول المسیح (۲) چشمہ معرفت (۳) حقیقۃ الوحی

(ب) ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں سے (۱) جلد اوّل (۲) جلد دوم کا امتحان لیا جائے گا۔

(ج) مخالفین کے اعتراضات کے جوابات کے لئے کتاب تفہیمات ربانیہ مصنفہ ابوالعطاء شاملِ نصاب ہو گی

۳۔ عربی زبان

(الف) کتاب خلاصۃ النحو مصنفہ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ عنہ

(ب) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قصیدہ ”یا عین فیض اللہ والعرفان“ (جن واقفین کے پاس یہ قصیدہ نہ ہو وہ دفتر سے بلا قیمت طلب فرما سکتے ہیں)

(ج) عربی بول چال کے مزید چار سبق (جو دوران سال شائع ہوں گے)

واقفین سے درخواست ہے کہ اس نصاب کو شروع کرنے کے ساتھ ساتھ دفتر نظارت اصلاح و ارشاد (تربیت) کو بھی فوراً مطلع فرما دیں کہ انہوں نے نئے سال کی پڑھائی شروع کر دی ہے۔

(ابوالعطاء جالندھری۔ نائب ناظر اصلاح و ارشاد۔ ربوہ)

مضمون نویسی کا انعامی مقابلہ

شعبہ تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے ہر سال علمی و تحقیقی مضامین لکھنے کا انعامی مقابلہ کروایا جاتا ہے۔ امسال حسب ذیل عنوان تجویز کیا گیا ہے۔

”فلسطین حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں از روئے قرآن مجید“

یہ مقالہ دس سے پندرہ ہزار الفاظ پر مشتمل ہونا چاہیئے۔ اوّل۔ دوم اور سوم آنے والے خدام کو بالترتیب ۴۵/- ، ۲۰/- اور ۱۵/- روپے کے نقد انعامات سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ ۱۳۴۷ ہش (۱۹۶۸ء) کے موقعہ پر دیئے جائیں گے۔ خدام کو اس علمی مقابلہ میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں حصہ لینا چاہیئے۔ شہری مجالس یہ کوشش کریں کہ ان کی مجلس کی طرف سے کم از کم ایک نمائندہ اس مقابلہ میں ضرور شریک ہو۔

مقالہ جات ۲۵ تبوک (ستمبر) تک مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے نام بھجوائے جا سکتے ہیں۔

(مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

مجالس خدام الاحمدیہ کی خصوصی توجہ کے لئے

ماہ ظہور (اگست) ختم ہو چکا ہے مگر ابھی تک اس ماہ کی کارگزاری کی رپورٹیں بہت کم مجالس کی طرف سے موصول ہوئی ہیں۔

التماس ہے کہ ماہ ظہور (اگست) کی رپورٹ جلد از جلد مرکز میں بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴